زکوٰۃ پر مبنی، سود سے پاک معیشت — عدل، فلاح اور حقیقی خوشحالی کا ضامن

تعارف: اضطراب زدہ عالمی معیشت اور اسلامی حل کی پکار

دنیا کی معیشت اس وقت اضطراب اور عدمِ استحکام کے دوراہے پر کھڑی ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام، جو بظاہر ترقی کا علمبردار ہے، درحقیقت انسانیت کو ظلم، استحصال اور محرومی کے شکنجے میں جکڑ چکا ہے۔ بیسویں صدی کے اواخر اور اکیسویں صدی کے آغاز میں پیش آنے والے متعدد مالیاتی بحران، خاص طور پر 2008 کا عالمی مالیاتی بحران، اس نظام کی بنیادی خامیوں کا بین ثبوت ہیں۔ معاشی تفاوت کی خلیج بڑھتی جا رہی ہے؛ چند ہاتھوں میں دولت کا انبار اور اکثریت کے ہاتھوں میں محرومی کی زنجیر۔ جدید معیشت کا یہ سارا ڈھانچہ قیاس آرائی، مصنوعی کرنسی کی تخلیق اور سود پر مبنی قرضوں کے پہاڑ پر کھڑا ہے۔ یہ "مالیاتی جادوگری"جس کو (Financialization) بھی کہتے ہیں حقیقی پیداواری سرگرمیوں سے ہٹ کر صرف کاغذی لین دین سے دولت پیدا کرتی ہے، جس کا نتیجہ افراطِ زر (Inflation) اور عوام کی قوتِ خرید میں مستقل کمی کی صورت میں نکلتا ہے۔
ایسے میں اسلام کا معاشی فلسفہ، خصوصاً زکوٰۃ پر مبنی اور سود سے پاک نظامِ معیشت، انسانیت کے لیے امید کی کرن ہے جو عدل، فلاح اور خوشحالی کی نئی صبح لا سکتا ہے۔ یہ نظام دولت کو عبادت اور معاشرتی ذمہ داری کے ساتھ جوڑتا ہے، اور اس طرح ایک پائیدار، متوازن اور اخلاقی طور پر برتر معاشی ماڈل پیش کرتا ہے۔ اسلام کا یہ نظام استحصال، عدمِ مساوات اور طبقاتی کشمکش کا حتمی سدباب ہے۔
اور اسی پہ میں نے لکھا تھا

گر ہو پیروِ اسلام تو اے ابنِ آدم
زوال کی کیا مجال کہ تجھے چھو جائے

ا۔ زکوٰۃ — استحصالی ٹیکس کا خاتمہ اور عدل و مساوات کی بنیاد

اسلامی معیشت کا بنیادی اصول یہ ہے کہ دولت چند ہاتھوں میں محدود نہ رہے بلکہ گردش میں رہے۔ زکوٰۃ اسی مقصد کے لیے ایک الٰہی فریضہ کے طور پر متعارف کرائی گئی۔ زکوٰۃ محض ایک مالی عبادت نہیں، بلکہ ایک منظم معاشرتی اور معاشی آلہ ہے جو استحصال کے دروازے بند کرتا اور برابری کی راہ ہموار کرتا ہے۔
زکوٰۃ اور ٹیکس میں بنیادی فرق
مغربی نظام میں ٹیکس کا تصور موجود ہے، مگر یہ ٹیکس اکثر آمدنی یا کھپت (Consumption) پر لگائے جاتے ہیں، جو غریب اور متوسط طبقے کو زیادہ متاثر کرتے ہیں۔ یہ مفاد پر مبنی ہوتے ہیں اور ان کا مقصد صرف حکومتی خزانہ بھرنا ہے۔ اس کے برعکس مجھے یہ بھی لگتا ہے کہ

* زکوٰۃ کا ہدف دولت کی گردش: زکوٰۃ ایک مخصوص نرخ (2.5%) پر بچت شدہ دولت اور اثاثوں پر فرض ہوتی ہے، جب کہ ٹیکس کا بڑا حصہ عام طور پر آمدنی یا سیلز پر لگتا ہے۔ زکوٰۃ کا یہ اصول دولت کو ذخیرہ کرنے کی حوصلہ شکنی کرتا ہے اور اسے پیداواری سرگرمیوں میں لانے پر مجبور کرتا ہے۔
* نصاب اور حول کا اصول: زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے ایک مخصوص حد (نصاب) تک دولت کا ہونا اور اس پر ایک سال (حول) کا گزرنا ضروری ہے۔ یہ اصول چھوٹے اور محنت کش طبقے کو اس فریضہ سے مستثنیٰ رکھتا ہے، اور صرف ان لوگوں کو شامل کرتا ہے جن کے پاس نصاب سے زائد غیر متحرک دولت ہے۔
* زکوٰۃ کا آٹھ مصارف: سب سے اہم فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ کی تقسیم کے مصارف (Masarif) قرآن مجید میں آٹھ مقامات پر واضح طور پر طے کر دیے گئے ہیں (مثلاً فقراء، مساکین، مقروض، مسافر، وغیرہ)۔ یہ زکوٰۃ کو بلاواسطہ (Direct) غربت مٹاؤ پروگرام بنا دیتا ہے، جبکہ ٹیکس حکومتی بجٹ میں شامل ہو کر سیاسی ترجیحات کا شکار ہو جاتے ہیں۔

جب ایک صاحبِ نصاب فرد اپنی دولت کا مخصوص حصہ مستحقین کو دیتا ہے، تو دراصل وہ ایک فلاحی ریاست کی بنیاد رکھتا ہے۔ زکوٰۃ پر مبنی نظام میں غربت محض کم نہیں ہوتی بلکہ ختم ہو جاتی ہے، کیونکہ دولت کی تقسیم نظامِ الٰہی کے مطابق ہوتی ہے۔
جیسا کہ فلک صفدر نے کہا تھا:

> "غریب کے مسائل اور امیر کے وسائل کبھی ختم نہیں ہوتے۔"
> یہ جملہ آج کے سرمایہ دارانہ معاشرے کی حقیقت کو ننگا کر دیتا ہے، جہاں ایک طبقہ آسائش میں ڈوبا ہے اور دوسرا فاقوں میں سوتا ہے۔ زکوٰۃ کا نظام اس خلیج کو پاٹنے کا واحد عملی راستہ ہے۔
>

۲۔ سود (ربا) — ترقی نہیں، تباہی، استحصال اور عدمِ توازن کی علامت

سود انسانی تاریخ کی وہ لعنت ہے جس نے قوموں کی معیشتوں کو کھوکھلا کر دیا۔ یہ ایک ایسا زہر ہے جو خاموشی سے نظام کو اندر سے کھا جاتا ہے۔ اسلام نے اس فتنے کو واضح طور پر حرام قرار دیا، کیونکہ سود محنت کے بغیر نفع پیدا کرتا اور غریب کی قیمت پر امیر کی آسودگی مہیا کرتا ہے۔
قرآن کریم میں ارشاد ہے:

> "اللہ سود کو مٹا دیتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔" (البقرہ: 276) >

سودی نظام کے معاشی نقصانات:
سودی نظام کی سب سے بڑی معاشی تباہی یہ ہے کہ یہ مفادات کی ضمانت دیتا ہے، قطع نظر اس کے کہ کاروبار میں نقصان ہوا ہو یا فائدہ۔ اس کے نتیجے میں:

* دولت کا ارتکاز: سود امیر کو مزید امیر اور غریب کو مقروض بنا دیتا ہے۔ چونکہ قرض کی ادائیگی کا بوجھ غریب یا نئے کاروبار پر پڑتا ہے، لہٰذا وہ کبھی غربت کے جال سے باہر نہیں نکل پاتا۔
* افراطِ زر (Inflation): جزوی ذخیرہ بینکاری (Fractional Reserve Banking) کے تحت جب بینک سود پر قرض دیتے ہیں تو وہ نئی کرنسی تخلیق کرتے ہیں۔ یہ کرنسی حقیقی پیداوار میں اضافے کے بغیر مارکیٹ میں داخل ہو کر قیمتوں کو بڑھا دیتی ہے، جسے افراطِ زر کہتے ہیں۔ سود اس افراطِ زر کا بنیادی محرک ہے۔
* عدمِ توازن اور قیاس آرائی: سودی نظام حقیقی معیشت (Real Economy) سے سرمایہ کو نکال کر قیاس آرائی پر مبنی مالیاتی بازاروں (Financial Markets) کی طرف لے جاتا ہے، جہاں سٹہ بازی اور شارٹ ٹرم منافع پر زور دیا جاتا ہے، جس سے معیشت میں عدمِ استحکام پیدا ہوتا ہے۔

یہ آیت محض وعظ نہیں بلکہ ایک عملی معاشی قانون ہے۔ سودی نظام میں جب قرض پر قرض چڑھتا ہے تو معیشت خسارے، افراطِ زر اور ناہمواری کا شکار ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس، سود سے پاک مالیاتی نظام کاروبار کو حقیقی سرمایہ کاری، روزگار اور معاشرتی ترقی کی طرف لے جاتا ہے۔
"سود لعنت ہے، یہ دلوں سے برکت، معاشرے سے سکون، اور انسان سے ایمان چھین لیتا ہے۔"

جیسا کہ میں نے لکھا تھا
"سود کی ہوس نے دور کر دیا خدا سے
ورنہ نماز تو ہم روز پڑھتے ہیں فلک"

اور آج کل تو لوگ اسے نیکی کہہ کر خود کو اس الزام سود پرستی سے بچا لیتے ہیں

"بیٹی کا بوجھ جو چار دیواری پہ تھا فلک
کسی نیک نے سود دے کہ چپکے سے اتار دیا"

یہ اشعار اس تلخ حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں کہ سود کا نظام انسان کے اخلاق، ایمان اور انسانیت سب کو زنگ آلود کر دیتا ہے۔ سود کے نام پر کمائی ہوئی دولت وقتی آسائش تو دیتی ہے، مگر یہ خوشی کبھی دائمی نہیں ہوتی۔

۳۔ فل ریزرو بینکاری — استحکام کی نئی جہت اور سودی استحصال کا خاتمہ

موجودہ بینکاری نظام جزوی ذخیرے (Fractional Reserve Banking) پر مبنی ہے، جہاں بینک عوام کے جمع شدہ پیسوں سے کئی گنا زیادہ قرض جاری کرتے ہیں۔ یہ نظام "قرض پر مبنی رقم کی تخلیق" (Debt-based Money Creation) کرتا ہے، جو افراطِ زر اور مصنوعی دولت پیدا کرتا ہے۔ یہ وہ فریب ہے جو معاشی بحرانوں کا مستقل سبب ہے۔
فل ریزرو بینکاری کا نظام:
اسلامی معیشت اس فریب کو تسلیم نہیں کرتی۔ فل ریزرو بینکاری (Full Reserve Banking) میں، ہر جمع شدہ رقم کے مقابلے میں ۱۰۰ فیصد حقیقی سرمایہ موجود ہوتا ہے۔

* ڈپازٹس کی دو اقسام:
  * امانتی کھاتے (Demand Deposits): یہ ۱۰۰ فیصد محفوظ ہوتے ہیں اور بینک اس رقم کو قرض دینے کے لیے استعمال نہیں کر سکتا۔ یہ رقم صرف حفاظت کے لیے ہوتی ہے، اور بینک اس پر کوئی سود یا منافع نہیں دیتا۔ اس کی جگہ بینک حفاظتی سروس کے بدلے محفوظ فیس لے سکتا ہے۔
  * سرمایہ کاری کھاتے (Investment Deposits): یہ رقم مضاربت یا مشارکت کی بنیاد پر کاروبار میں لگائی جاتی ہے اور نفع یا نقصان میں شریک ہوتی ہے۔ یہ حقیقی معیشت سے منسلک ہوتی ہے اور مصنوعی کرنسی تخلیق نہیں کرتی۔
* نتیجہ — مالیاتی استحکام: فل ریزرو بینکاری بینکوں کے دیوالیہ ہونے (Bank Runs) کے خطرے کو ختم کرتی ہے اور مرکزی بینک کو کرنسی کی فراہمی پر حقیقی کنٹرول دیتی ہے۔ یہ نظام مالیاتی بلبلے (Financial Bubbles) بننے کے امکانات کو انتہائی کم کر دیتا ہے۔

اگر پاکستان میں فل ریزرو بینکاری کو زکوٰۃ پر مبنی اصولوں کے ساتھ نافذ کیا جائے، تو نہ صرف مالی بحرانوں کا سدباب ہوگا بلکہ مہنگائی اور قرضوں سے نجات بھی ممکن ہو گی۔ یہ وہ راستہ ہے جو پاکستان کو خودکفالت اور معاشی آزادی کی منزل تک لے جا سکتا ہے۔ یہ نظام یقین، شفافیت اور توازن پیدا کرتا ہے، جو سودی نظام میں ناپید ہیں۔

۴۔ سود سے پاک سرمایہ کاری — ترقی کا نیا ماڈل: حقیقی شراکت

اسلامی بینکاری اور سرمایہ کاری کا اصول یہ ہے کہ نفع اور نقصان دونوں میں شراکت ہو۔ یہ تصور کاروباری اعتماد کو بڑھاتا اور سرمایہ کو حقیقی پیداوار کی طرف مائل کرتا ہے۔ سودی نظام قرض اور سود کی وجہ سے کاروبار کو خطرے میں ڈالتا ہے، جبکہ اسلامی نظام منافع اور نقصان کی شراکت کے ذریعے سرمائے کو ذمہ داری کے ساتھ استعمال کرنے پر زور دیتا ہے۔
اسلامی سرمایہ کاری کے اہم طریقے درج ذیل ہیں:

* مضاربت (Mudarabah): اس میں ایک فریق سرمایہ (Capital) فراہم کرتا ہے (رب المال) اور دوسرا فریق محنت (Entrepreneurship) فراہم کرتا ہے (مضارب)۔ نفع طے شدہ شرح کے مطابق تقسیم ہوتا ہے، لیکن نقصان صرف سرمایہ فراہم کرنے والا برداشت کرتا ہے۔ یہ چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروبار کو فروغ دینے کا بہترین ذریعہ ہے۔
* مشارکت (Musharakah): دو یا دو سے زائد فریق سرمایہ، محنت اور مہارت کے ساتھ ایک کاروبار شروع کرتے ہیں۔ نفع اور نقصان دونوں کا تعین سرمائے اور معاہدے کی شرح کے مطابق ہوتا ہے۔ یہ بڑے انفراسٹرکچر پراجیکٹس اور جوائنٹ وینچرز کے لیے مثالی ہے۔
* مرابحہ (Murabaha): اگرچہ یہ ایک تجارتی بنیاد پر فنانس کا طریقہ ہے (بینک پہلے مال خرید کر خریدار کو قیمتِ خرید + طے شدہ منافع پر بیچتا ہے)، اس کا استعمال بھی سود سے بچنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ تاہم، اسلامی معیشت کا اصل زور مضاربت اور مشارکت پر ہونا چاہیے جو حقیقی رسک شیئرنگ پر مبنی ہیں۔

یہ نظام مالیاتی اداروں کو مجبور کرتا ہے کہ وہ کسی منصوبے کی حقیقی مالی امکانات کا جائزہ لیں، نہ کہ صرف قرض لینے والے کی کولیٹرل (Collateral) پر انحصار کریں۔

۵۔ زکوٰۃ اور اوقاف کا معاشرتی کردار — فلاحی ریاست کی بنیاد

ریاستِ مدینہ کی مثال ہمارے سامنے ہے، جہاں زکوٰۃ کا نظام اس قدر منظم تھا کہ کوئی مستحق باقی نہ رہا۔ اگر پاکستان اسی الٰہی اصول کو اختیار کرے، تو ہمارا وطن نہ صرف غربت سے نجات پائے گا بلکہ دنیا کے سامنے عدل و فلاح کا عملی نمونہ بنے گا۔
زکوٰۃ کا کردار صرف غریب کو کھانا کھلانا نہیں ہے، بلکہ اسے غربت سے نجات دلانا ہے۔ زکوٰۃ کی مد سے تعلیم، فنی تربیت (Vocational Training)، صحت کی سہولیات اور چھوٹے کاروبار کے لیے بیج کا سرمایہ (Seed Capital) فراہم کیا جانا چاہیے۔ یہ مالی امداد نہیں بلکہ انسانی سرمائے کی ترقی (Human Capital Development) میں سرمایہ کاری ہے۔
اوقاف (Endowments) کا کردار: زکوٰۃ کے علاوہ اسلامی معیشت میں اوقاف کا ادارہ بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اوقاف ایک قسم کے مستقل فلاحی اثاثے ہوتے ہیں (جیسے زمین، عمارتیں) جن کے منافع کو ہمیشہ عوامی فلاح کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جدید اوقاف کے ذریعے مستقل بنیادوں پر یونیورسٹیاں، تحقیقی مراکز اور ہسپتال قائم کیے جا سکتے ہیں جو زکوٰۃ کے نظام کو تقویت دیتے ہیں۔
زکوٰۃ اور اوقاف کی تقسیم کا عمل صرف مالی امداد نہیں بلکہ ایک روحانی تربیت بھی ہے۔ دینے والا شکر گزار بنتا ہے، لینے والا خوددار — یوں ایک ایسا معاشرہ جنم لیتا ہے جس میں احساس، انصاف اور بھائی چارہ پروان چڑھتا ہے۔

۶۔ پاکستان کا مستقبل — عدل و خوشحالی کی معیشت کی طرف سفر

پاکستان کے معاشی بحران کی اصل جڑ غلط ترجیحات، سیاسی عدمِ استحکام اور غیر اسلامی مالیاتی نظام ہے۔ ہمارا ملک غیر ملکی قرضوں (IMF, World Bank) کے ایک دائمی جال میں پھنسا ہوا ہے، جس کی بنیادی وجہ سود پر مبنی مالیاتی پالیسیاں ہیں۔ جب تک ہم زکوٰۃ پر مبنی معیشت کی طرف واپس نہیں کرتے، قرضوں کی زنجیر کبھی نہیں ٹوٹے گی۔
عملی اقدامات اور پالیسی تجاویز:

* مرکزی بینک کی اصلاح: مرکزی بینک کو جزوی ذخیرہ بینکاری سے فل ریزرو بینکاری کی طرف بتدریج منتقل کیا جائے۔
* سودی قوانین کا خاتمہ: تمام سودی مالیاتی قوانین کو مرحلہ وار ختم کیا جائے اور ان کی جگہ مضاربت، مشارکت اور رسک شیئرنگ پر مبنی اسلامی مالیاتی قوانین نافذ کیے جائیں۔
* زکوٰۃ کی ریاستی تنظیم: ایک خودمختار اور جدید ٹیکنالوجی پر مبنی زکوٰۃ انتظامیہ اتھارٹی کا قیام کیا جائے جو شفافیت کے ساتھ زکوٰۃ جمع کرے اور مصارف کے مطابق مؤثر طریقے سے تقسیم کرے۔ اس کے ساتھ اوقاف کو بھی حکومتی سرپرستی میں لایا جائے۔
* شراکت داری پر زور: معیشت کا رخ سود پر مبنی قرض سے ہٹا کر ایکویٹی فنانسنگ (Equity Financing) یعنی مشارکہ اور مضاربہ کی طرف موڑا جائے۔

اسلامی معیشت ہمیں سکھاتی ہے کہ ترقی کا حقیقی پیمانہ انسان کی فلاح ہے، نہ کہ صرف GDP یا زرِ مبادلہ کے ذخائر۔ زکوٰۃ کے نظام سے دولت کی گردش میں توازن پیدا ہوگا، بے روزگاری کم ہوگی، اور ہر طبقہ ریاست کی برکت کا حصہ دار بنے گا۔ یہی وہ نظام ہے جو پاکستان کو استحصال، قرض اور مہنگائی سے آزاد کر کے عدل، خوشحالی اور پائیدار ترقی کی راہ پر گامزن کرے گا۔

۷۔ نتیجہ — اسلامی معیشت ایک فلاحی خواب کی تعبیر

زکوٰۃ پر مبنی، سود سے پاک معیشت نہ صرف ایک نظریہ ہے بلکہ اسلامی سماجی انصاف کا عملی نمونہ ہے۔ یہ نظام انسانیت کو استحصال سے نجات، معاشی توازن، روحانی سکون اور قومی استحکام عطا کرتا ہے۔ یہ ایک جامع نظام ہے جو انسان کی اخلاقی اور مالیاتی زندگی کے ہر پہلو کا احاطہ کرتا ہے۔
اگر پاکستان کے نوجوان، محققین اور پالیسی ساز اس تصور کو عملی جامہ پہنائیں، تو آنے والے برسوں میں ہمارا ملک دنیا کی پہلی حقیقی فلاحی ریاست بن سکتا ہے — وہ ریاست جہاں دولت نہیں، عدل تقسیم ہوتا ہے؛ جہاں طاقت نہیں، محبت حکمرانی کرتی ہے؛ اور جہاں ہر دل یہ کہتا ہے:
"یہ ہے وہ پاکستان جس کا خواب اقبال نے دیکھا تھا،
اور جس کی تعبیر اب ہمارے ہاتھ میں ہے۔"

اختتامیہ پیغام

زکوۃ پر مبنی، سود سے پاک نظامِ معیشت صرف ایک نظریہ نہیں بلکہ پاکستان کے روشن، خودمختار اور باوقار مستقبل کی کنجی ہے۔ یہ ایک ایسا ماڈل ہے جو مغربی دنیا کے ناکام معاشی تجربات سے سیکھ کر ایک پائیدار فلاحی راستہ فراہم کرتا ہے۔

ہم سب پر لازم ہے کہ ہم علم، کردار اور عزم کے ساتھ اس تصور کو حقیقت میں بدلیں۔ یہی وہ راہ ہے جو ہمیں عدل، فلاح اور خوشحالی کے پاکستان تک لے جائے گی۔زندگی اک اللہ کا دیا خوبصورت تحفہ ہے اور معاشرتی برائیوں سے بچنے کے لیے ہم سب کو ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کی اشد ضرورت ہے ۔دعا ہے کہ آنے والی نسلیں اس دنگل میں نہ رہیں آمین